سید والا حشم

اے سیدِ والا حشم اے خادمِ ملت
تھا تیرا وجود اس کے لئے رحمتِ باری
نسبت ہو تری کیسے کسی شہرو وطن سے
تو ضیغمِ اسلام تھا، ہندی نہ بخاری

ڈھلتے تھے تری بارگہِ نطق میں خورشید
اٹھتے تھے ترے چرخِ تخیل سے اُجالے
ہوتے تھے مصاحب ترے جم جاہوں کے ہمسر
بنتے تھے تری بزم میں بیکس بھی جیالے

تیتر ترے کرتے تھے عقابوں کا تعاقب
آہو ترے شیروں کی کچھاروں پہ بھی لپکے
پتھر بھی ترے پاؤں تلے بن گئے سنجاب
قطرے تری صہبا کے چناروں سے بھی ٹپکے

تھا تیرے لئے صیدِ زبوں قیصرِ افرنگ
ہر دام سے بچ نکلا ترے فقر کا شہباز
ہارا نہ کسی معرکۂ دار و رسن میں
روکی نہ تری بندوسلاسل نے تگ و تاز

ناموسِ پیمبر کا تحفظ ترا ایمان
وابستگیٔ خواجۂ بطحا تری للکار
بچ کر کہاں جاتا ترے احرار کی زد سے
گستاخِ رسالت کوئی بدگو و بداطوار

اے میرِ شریعت تری آواز کا جادو
یوں سر پہ چڑھا ہے کہ ابھی بول رہا ہے
اس وقت بھی ہندی متنبّی کا سنگھا سن
ہیبت سے تری صبح و مسا ڈول رہا ہے

سجادہ نشینوں کی کج آموزی کے اصنام
لاریب ترے نعرۂ تکبیر سے ٹوٹے
کیا جانئے یوں کتنے اسیرانِ ضلالت
ہر مبتدعِ دین کی تزویر سے چھوٹے

صبحوں نے سمیٹی ہے تری آنکھ کی شبنم
راتوں نے بھی لوٹی ہے گل افشانیِ گفتار
رک جاتے تھے آہو ترے نغمات کی لے پر
جھک جاتے تھے قرآن کی آیات پہ اشجار

کیا میری زباں اور کہاں تیرے محاسن
کھینچے گا قلم کیا ترے ایام کی تصویر
میں نے تجھے دیکھا بھی مگر خواب کی صورت
ہاتف نے بیاں اس طرح کی خواب کی تعبیر

اک حکمت و برہاں کا سمندر تھا بخاری
لوٗ لوئے معارف کا وہ اک گنج نہاں تھا
اک پیرِ شباب آور و دارائے تہور
ابلاغ و خطابت کا وہ دریائے رواں تھا
گزرے ہوئے طوفان کی اک موجِ سبک سیر
ڈوبے ہوئے سورج کی شعاعِ افق افروز
اک آتشِ پژمردہ کا تابندہ شرارہ
اک لوٹے ہوئے قافلے کی آہِ جگر دوز